Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Causes of the Spread of Atheism: An Analysis of Scientific, Social, Intellectual and Psychological Factors

الحاد کے پھیلاؤ کے اسباب: سائنسی، سماجی، فکری اور نفسیاتی عوامل کا تجزیہ

Farikha Mehmood
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat
Dr. Qazi Abdul Manan
Assistant Professor/Chairperson, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat

Abstract

The study provides a brief overview of some of the scientific, social and Intellectual forces. That together, have contributed to the growth of Atheism through the world, and how these forces have interacted in certain ways to diminish faith in God and foster secular identities. Non-theistic explanations of physical and biological phenomena advanced through the fields of natural science and evolutionary theory, diminishing the need for religion to explain these phenomena and making naturalistic worldviews more plausible for many people. Philosophical skepticism, enlightenment, rationalism, and modern secular atheism (including "New Atheism") encourage questioning of religious belief, give the importance to empirical evidence and humanist virtues, and use public attacks on religious institutions to drive religious affiliation away from skepts and critics.

Keywords: *New Atheism, Secularization, Science and Religion, Modernism.*

تعارف(Introduction):

قریبادوصدیوں سے جدید الحاد خلیجی، انگریزی، اور مغربی فکری تحریکات کے نتیجے میں ایک وسیع فکری رجحان کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ جس کے پھیلاؤ پر سائنسی، سماجی، اور فکری عوامل کا مشترکہ اثر واضح ہے۔ یہ رجحان صرف انفرادی نفسیاتی مسئلہ نہیں' بلکہ اس میں سائنسی تجزیہ، مغربی سیکولر فکری ساخت، میڈیا اور انٹرنیٹ کا اثر اور مذہبی طبقے کا قول وفعل میں تضاد بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جدید الحاد انٹرنیٹ، میڈیا اور مغربی ثقافتی روایت کے ذریعے نوجوان طبقے میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔ سائنسی تعلیم کا وسیع ہونا، ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو فروغ دینا، اور کائنات کے میکانیکی تشریح کو غلط فہمیوں کے ساتھ مذہب کا متبادل سمجھنا بھی الحاد کے پھیلاؤ کا کلیدی عنصر ہے۔[1]

دور جدید میں الحاد کا پھیلاؤ کے اسباب وعوامل مختلف ہوسکتے ہیں۔ اسے صرف ایک ہی سبب تک محدود نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ ایک دوسرے سے مربوط سائنسی، سماجی اور فکری ترقیوں سے ابھرا ہے۔ تحقیقاتِ جدید' کفر کو مسیحی ثقافتوں میں سیکولرائزیشن کے طویل مدتی عمل اور "Neo Atheism" جیسی حالیہ تحریکوں کے ساتھ ساتھ مسلم اکثریتی معاشروں میں سیاق وسباق سے متعلق مخصوص حرکیات سے جوڑتی ہے۔[2]

ایک بڑا اسلسلہ سائنسیت یا سائنسی الحاد ہے۔ جس کی جڑیں ڈارون ازم اور روشن خیالی کی عقلیت پرستی ہے جو مذہب کو فطرت کی غلط وضاحت کے طور پر مانتی ہے۔ اور سائنس کو علم اور ترقی کی واحد اتھارٹی کے طور پر فروغ دیتی ہے۔ علم کی سیکولرائزیشن ایک بڑا المیہ ہے۔ نشاۃ ثانیہ کے بعد سے عقل، فلسفہ اور الٰہیات پر تنازعات نے علم کی بتدریج

[1] مفتی محمد رضا مصباحی، جدید الحاد، اسباب اور سدباب: ایک تجزیاتی مطالعہ، اردو محفل، 2025، ص:1-8

[2] مائیکل مارٹن، کیمبرج رہنما: الحاد پر ایک جامع کتاب، کیمبرج یونیورسٹی پریس 2006، ص:217-232

سیکولرائزیشن کی۔ غیر مذہبی عالمی نظریات کے لیے جگہ بنائی۔[3] عصری الحاد "Neo Atheism" مذہب کو چیلنج کرنے اور "حقیقی سائنس" کے نظریے کو قانونی حیثیت دینے کے لیے ارتقائی حیاتیات، نیوروسائنس، اور پاپولر سائنس میڈیا کا استعمال کرتی ہے۔[4]

آج الحاد محض ایک نجی عقیدہ نہیں ہے۔ یہ ایک قابلِ ذکر ثقافتی، سیاسی اور فکری قوت ہے۔ اس کا پھیلاؤ سائنس اور مذہب، سماجی تبدیلی، شناخت، اور اخلاقی و سیاسی نظم کے مستقبل کے بارے میں سوالات اٹھاتا ہے۔ یہ فلسفہ، سماجیات، مذہبی علوم، اور عوامی پالیسی میں موضوع کو اہم بناتا ہے۔[5]

الحاد کی وجوہات کیوں اہمیت رکھتی ہے؟ جدید سائنسی الحاد کا تعلق ڈارون ازم، روشن خیالی کی عقلیت پسندی، اور مذہب کی ارتقائی وضاحتوں سے ہے۔ اور اب یہ اکثر "نیو ایتھیزم" کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو سائنس کو اپنا بنیاد بناتا ہے۔ الحاد کی گہری تاریخی جڑیں دنیا کو مادی وجوہات کے ذریعے سمجھانے کی فلسفیانہ کوششوں اور دنیا کی ابدیت کے بحثوں میں ہے۔ جو بعد میں فکری دھاروں اور عالمی سیکولر نظریات کی تشکیل کرتی ہے۔ وسیع تر سماجی اور مذہبی اثرات الحاد اور سائنس کے ساتھ اسکی وابستگی 'مذہبی ثقافتی اتھارٹی کو خطرہ بنا سکتی ہے، جس سے ماننے والوں میں سائنس پر اعتماد متاثر ہو سکتا ہے۔[6]

زیر نظر موضوع کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں الحاد کو صرف ایک مذہبی مسئلہ نہیں سمجھا گیا بلکہ اس کو ایک سماجی، فکری، اور سائنسی تعبیرات کی غلط تشریح قرار دیا گیا ہے۔ روایتی بحثیں صرف دینی دلائل اور عقائد پر مرکوز ہیں جبکہ یہ عنوان واضح کرتا ہے کہ ڈارون کا نظریہ ارتقاء غلط فہمی کی بنیاد پر خدا کے تصور کا ضد مانا گیا۔ نوجوانوں پر مغربی فیشن اور فلمی کرداروں کا اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے الحاد کو بطور فیشن اختیار کیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ موضوع مذہب اور روحانیت سے دوری اور فرقہ وارانہ تنگ نظری پر بھی بحث کرتی ہے۔

عوام الناس کو علماء ترغیب دیتے ہیں کہ گھر کا ماحول اسلامی ہو، بچوں کو بری صحبت سے دور رکھا جائے تا کہ وہ گمراہ نہ ہوں۔ یہ حکمت عملی مسلم گھرانوں میں کارآمد ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ الحاد جیسے فتنوں کا کوئی جواب نہیں دے سکتی۔ الحاد کے سدباب کے لیے نظریاتی مباحث کی روشنی میں الحاد کے بڑھتے ہوئے رجحان پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک سنجیدہ فکری و معاشرتی چیلنج کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ الحاد کے اس پھیلاؤ کے پس منظر میں جہاں فکری، نفسیاتی اور سماجی عوامل کارفرما ہیں، وہاں اس کے اثرات دعوتِ دین اور مذہبی شناخت پر بھی نمایاں ہیں۔

الحاد کے پھیلاؤ میں کونسے سائنسی عوامل (مثلاً، سائنسی جہانیات، نیوروسائنس، سادہ تشریحات)، کون سے سماجی عوامل (شہریت، جدیدیت، معاشی تبدیلیاں، تعلیمی ڈھانچہ، نوجوانوں کے مسائل)، فکری عوامل (فلسفہ علم، سیکولر لٹریچر، تنقیدی سوچ، مذہبی تعلیمات کے بارے میں شکایات) کردار ادا کرتے ہیں؟ مسلم معاشروں میں مخصوص ثقافتی اور سیاسی حالات اس رجحان کو کس حد تک تقویت کا روک دیتے ہے؟

موجودہ لٹریچر نے الحاد کی متعدد علمی، سماجی اور نظریاتی وجوہات کی نشاندہی کی ہے۔ لیکن منظم طریقے سے تجزیہ کرنے میں خلا باقی ہے۔ خاص طور پر 2020 سے لے کر 2025 تک کے عوامل جو مسلمان معاشروں اور نوجوان نسل کو ٹارگٹ کرتا ہے۔ یہ ایک معیاری تحقیق ہے جو سائنسی، سماجی اور فکری عوامل کے لیے مثلث ہے۔ اس کا منہج نظریاتی اور تجزیاتی ہے جو معیاری کیس اسٹڈیز اور منظم ادب کا جائزہ لیتی ہے۔ نیو ایتھزم سے متعلق مواد ثانوی ماخذ سے لیا جائے گا۔ جبکہ مسلم معاشروں اور نوجوان نسل میں الحاد کے رجحان کی تحقیق فوکس گروپس اور کنٹینٹ انالیسس کی صورت میں بنیادی ماخذ سے لیا جائے گا۔ موضوع کی زمانی تحدید معاصر / جدید دور ہے جو 9/11 کے بعد الحادِ جدید ہے۔ جغرافیائی تحدید پاکستانی مسلم معاشرہ ہے۔ موضوعاتی تحدید سائنسی، سماجی، فکری اور نفسیاتی زاویے ہیں۔ جو کہ موضوع کو جامع بناتے ہیں اور حدود متعین کرتے ہیں۔

الحاد کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

الحاد کا لغوی مفہوم عربی زبان کے تین حرفی مادہ "ل ح د" سے نکلا ہے جس کے بنیادی معنی "میلان"، "انحراف" اور "ایک طرف ہو جانا" ہیں۔ لسان العرب میں ابن منظور نے اسے "اللحاد" کی صورت میں بیان کیا ہے جو قبر کی بغلی سمت (لحد) سے مشتق ہے، یعنی مرکزی گڑھے سے انحراف کر کے ایک طرف خانہ بنانا۔ یہ لغوی استعمال خود انحراف کی

[3] سٹیوبروس، سیکولرائزیشن: ایک متحدہ نظریے کے دفاع میں، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، آکسفورڈ 2011، ص: 45-68

[4] باربر، مذہب اور سائنس: تاریخی اور جدید المیے، ہارپر سان فرانسسکو، سان فرانسسکو، 1997، ص: 77-84

[5] چارلس ٹیلر، لامذہب دور، ہارورڈ یونیورسٹی پریس، کیمبرج 2007، ص: 158

[6] ایلسٹر میک گراتھ، الحاد کا زوال: جدید دنیا میں بے دینی کا عروج و زوال، نیویارک 2004، ص: 175-190

طرف اشارہ کرتا ہے جو سیدھے راستے سے ہٹ جانے کی علامت ہے۔ قرآن کریم میں بھی "الحاد" کا لفظ "انحراف عن الحق" کے معنوں میں آیا ہے جیسے قرآن میں ہے: "وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ إِلْحَادًا بِظُلْمٍ"[7] جو بیت اللہ میں حق سے انحراف کرنے والے کو شدید سزا کی وعید دیتا ہے۔ یہ آیت نہ صرف لغوی انحراف بلکہ عقائدی، اخلاقی اور عملی میلان کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔ فقہائے کرام جیسے امام قرطبی نے تفسیر القرطبی میں لکھا ہے کہ "الالحاد: الميل والعدول، ومنه اللحد في القبر، لانه ميل الى ناحية منه"[8] یعنی الحاد اصل میں میلان اور عدول کا نام ہے، جو قبر کی لحد سے لیا گیا ہے کیونکہ وہ ایک طرف مائل ہوتی ہے۔ یہ لغوی بنیاد الحاد کو صرف خدا کے انکار تک محدود نہیں کرتی بلکہ اسے کسی بھی حق سے انحراف کی جامع اصطلاح بناتی ہے، جو اسلامی اصطلاح میں توحید، نبوت اور آخرت سے کنارہ کشی کا مفہوم اختیار کر لیتی ہے۔ جدید عربی لغات میں بھی اِلحاد کو "deviation, perversion; heresy; atheism" قرار دیا جاتا ہے، جہاں یہ انگریزی atheism کے مقابل ایک وسیع تر مفہوم رکھتا ہے جو صرف خدا کے وجود کے انکار سے آگے جا کر فطری عقیدے (فطرت سلیمہ) سے بغاوت تک پھیلا ہوا ہے۔[9]

اصطلاحاً الحاد سے مراد حق سے انحراف، توحید اور نبوت کے بنیادی اصولوں سے علیحدگی، یا اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی صفات، رسالت اور آخرت کے انکار یا تحریف کا عمل ہے۔ فقہائے کرام نے اسے "الحاد في الدين" کے طور پر بیان کیا ہے، یعنی دین میں انحراف کرنا۔ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی نے واضح کیا ہے کہ ملحد وہ شخص ہے جو حق سے منحرف ہو کر باطل کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ یہ انحراف نہ صرف خدا کے وجود کے صریح انکار تک محدود ہے بلکہ اس میں توحید کی صفات میں تحریف، نبوت کی تردید، یا دینی احکام کی غلط تاویل بھی شامل ہے۔ قرآن کریم میں الحاد کو "ظلم" کے ساتھ جوڑا گیا ہے جیسے سورۃ الحج میں بیت اللہ میں الحاد بالظلم کی مذمت کی گئی ہے، جو نہ صرف عقائدی بلکہ عملی انحراف کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ معاصر اسلامی سکالرشپ میں الحاد کو atheism سے الگ کر کے دیکھا جاتا ہے۔ انگریزی atheism محض خدا کے انکار کا لفظ ہے جبکہ اسلامی اصطلاح میں الحاد فطرت سلیمہ سے بغاوت اور حق سے عدول کا جامع مفہوم رکھتا ہے۔ یہ ایک غیر فطری عمل ہے کیونکہ حدیث نبوی ﷺ کے مطابق ہر انسان فطرتِ توحید پر پیدا ہوتا ہے، اور الحاد اس فطرت سے انحراف ہے جو نفسیاتی اور سماجی سطح پر بحران پیدا کرتا ہے۔ جدید دور میں الحاد کی تعریف مزید وسیع ہو گئی ہے جو سیکولرزم، مادیت پرستی، پوسٹ ماڈرن شکوک وشبہات اور سائنسی مادیت کے زیر اثر خدا، اخلاقیات اور مابعد الطبیعیاتی حقائق سے مکمل علیحدگی کا روپ اختیار کر چکی ہے۔ یہ نہ صرف عقائدی انکار بلکہ زندگی کے مقصد، اخلاقی اقدار اور معاشرتی ذمہ داریوں کے انکار کی طرف بھی لے جاتا ہے۔[10]

اصطلاحی طور پر الحاد کی اقسام بھی بیان کی گئی ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو خدا کے وجود کا کلی انکار کرتی ہے (atheism proper)، دوسری وہ جو خدا کو تسلیم کرتی ہے مگر اس کی صفات یا رسالت میں تحریف کرتی ہے، جبکہ تیسری وہ جو دینی احکام کی غلط تاویل کے ذریعے دین سے دوری اختیار کرتی ہے۔ عہدِ عباسی میں زنادقہ اور دہریہ کو ملحد کہا جاتا تھا جو یونانی فلسفہ کے زیر اثر ابدی مادہ پرستی کی طرف مائل تھے۔ وسطیٰ ادوار میں الحاد کو زندقہ کے تحت سیاسی اور مذہبی طور پر مسترد کیا جاتا تھا۔ جدید دور میں نیو ایتھی ازم (Richard Dawkins, Christopher Hitchens وغیرہ) نے سائنسی دلائل کے ذریعے الحاد کو ایک منظم تحریک بنا دیا ہے جو مسلمان معاشروں میں سوشل میڈیا اور گلوبلائزیشن کے ذریعے پھیل رہا ہے۔ معاصر تحقیقی مطالعوں میں الحاد کو "silent atheism" یا "quiet drift" کے طور پر بھی بیان کیا گیا ہے جہاں نوجوان مسلمان عقائد پر عمل تو جاری رکھتے ہیں مگر اندرونی طور پر ایمان سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ یہ صورتِ حال فطرت سلیمہ سے انحراف کی جدید مثال ہے جو نفسیاتی بحران، اخلاقی زوال اور معاشرتی انتشار کا باعث بنتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے الحاد کوئی آزادانہ انتخاب نہیں بلکہ ایک انحرافی عمل ہے جو عقل، قلب اور فطرت کی گواہی کے خلاف ہے۔ قرآن کریم سورۃ الطور میں پوچھتا ہے کہ کیا یہ لوگ خود پیدا ہو گئے یا آسمان و زمین انہوں نے بنائے؟ یہ استفہام الحاد کی غیر عقلی بنیاد کو بے نقاب کرتا ہے۔ اس طرح الحاد کا اصطلاحی مفہوم نہ صرف عقائدی بلکہ اخلاقی، سماجی اور نفسیاتی سطح پر ایک جامع انحراف ہے جو انسانی تاریخ میں مختلف شکلوں میں نمودار ہوا مگر فطری توحید ہمیشہ اس کی مخالفت کرتی رہی ہے۔[11]

---

[7] الحج، 25:22

[8] ابن منظور، "لسان العرب (بیروت: دار صادر، 1414ھ)، جلد 3، صفحہ 248؛ اور امام قرطبی، الجامع لاحکام القرآن" (قاہرہ: دار الکتب المصریہ، 1967)، جلد 12، صفحہ 40۔

[9] محمد امداد اللہ، الحاد کے اسباب، اس کے اثرات اور قرآنی فکری تناظر میں اس کی تردید، جرنل آف ریلیجن اینڈ سوسائٹی، ج:4، ص:812-828

[10] ایضاً۔

[11] مانع بن حماد الجھنی، الموسوعۃ المیسرہ فی الادیان والمذاہب والاحزاب المعاصرہ، دار الندوہ العالمیہ، 1999، ج2، ص:921

تاریخی پس منظر:

قدیم ادوار میں الحاد کی جھلکیاں انسانی تاریخ کے ابتدائی مراحل سے ہی نظر آتی ہیں، جو یہ بتاتی ہیں کہ خدا کے انکار یا مذہبی عقائد سے انحراف کوئی جدید عقیدہ نہیں بلکہ فطرت سلیمہ سے دور جانے والا ایک تسلسل دار عمل رہا۔ قدیم یونان میں ڈاگورس آف میلوس وہ پہلا شخص ہے جس نے دیوتاؤں کی تردید کی۔ چین میں تاؤازم اور کنفیوشین مفکرین نے دیوتاؤں پر توجہ کم کر کے اخلاقیات اور قدرتی اصولوں پر زور دیا، جو ایک قسم کا عملی agnosticism تھا۔ قدیم میسوپوٹیمیا اور مصر میں الحاد کی واضح مثالیں کم ہیں کیونکہ مذہب ریاست کا حصہ تھا، مگر بعض فلسفیانہ متون میں شکوک کا اظہار ملتا ہے۔ قدیم بھارت میں چارواک (لوکایت) مکتب فکر نے سب سے واضح الحادی موقف اختیار کیا۔ یہ مکتب ویدوں، کرما، اور بعد کی زندگی کا انکار کرتا تھا اور صرف پرتیکش (حسی) علم کو تسلیم کرتا تھا۔ چارواک کے مطابق کائنات مٹی سے بنی ہے اور اس کا کوئی خالق نہیں۔ یہ جھلکیاں بتاتی ہیں کہ الحاد انسانی عقل کے شک کی فطری پیداوار رہا ہے جبکہ مذہبی عقائد زیادہ تر معاشروں میں غالب رہے۔[12]

اسلامی تناظر میں قدیم ادوار (پیش از اسلام) میں الحاد کی جھلکیاں عرب معاشرے میں دہریہ اور زنادقہ کی صورت میں نظر آتی ہیں۔ جاہلیت کے عربوں میں بعض لوگ "دہریہ" کہلاتے تھے جو زمانے (دہر) کو سب کچھ قرار دیتے تھے[13] اور قیامت، حساب کتاب کا انکار کرتے تھے۔ قرآن کریم نے ان کا ذکر کیا ہے جیسے سورۃ الجاثیہ میں ہے:
"وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ"[14]۔

یہ موقف مادیت پرستی اور بعد کی زندگی کے انکار کی ابتدائی شکل تھا۔ ایران اور عراق کے علاقوں میں مانوی اور زروانی عقائد نے بھی الحادی عناصر پیدا کیے۔ اسلامی دور کے ابتدائی صدیوں میں عباسی خلافت کے زمانے میں دہریہ اور زنادقہ ایک منظم گروہ بن گئے جو ابدی مادہ پرستی اور خدا کی ضرورت سے انکار کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ نے ان سے مناظرے کیے اور امام غزالیؒ نے ان کی تردید کی۔ یہ جھلکیاں بتاتی ہیں کہ الحاد ہمیشہ اقلیت رہا اور علمائے کرام نے اسے عقلی اور شرعی دلائل سے مسترد کیا۔ قدیم ادوار میں الحاد کی یہ شکلیں جدید الحاد سے مختلف تھیں کیونکہ وہ فلسفیانہ شک یا مادیت پرستی کی صورت میں تھیں جبکہ جدید الحاد سائنسی مادیت اور سیکولرزم پر مبنی ہے۔ تاہم بنیادی انحراف فطرت سلیمہ سے ایک جیسا ہے۔[15]

جدید الحاد (Neo Atheism) عصر حاضر کے نمایاں ملحدانہ رجحانات میں سے ایک اہم تحریک ہے جو بیسویں صدی کے اختتام اور اکیسویں صدی کے آغاز میں ابھری۔ یہ تحریک بنیادی طور پر مذہب کی تنقید، بالخصوص ابراہیمی مذاہب کی، پر مبنی ہے اور اس کا مرکزی خیال یہ ہے کہ مذہب نہ صرف عقلی طور پر غیر ثابت شدہ ہے بلکہ معاشرتی، سیاسی اور اخلاقی طور پر نقصان دہ بھی ہے۔ جدید الحاد کی بنیاد 2004 میں سیم ہیریس کی کتاب The End of Faith: Religion, Terror, and the Future of Reason سے پڑی، جو 9/11 کے دہشت گرد حملوں کے فوراً بعد شائع ہوئی اور مذہب کو دہشت گردی اور عدم برداشت کا بنیادی ذریعہ قرار دیا۔[16] اس کے بعد 2006 میں رچرڈ ڈاکنز کی The God Delusion، ڈینیل ڈینیٹ کی Breaking the Spell: Religion as a Natural Phenomenon، اور 2007 میں کرسٹوفر ہچنز کی God Is Not Great: How Religion Poisons Everything جیسی کتابوں نے اس تحریک کو عالمی سطح پر مقبولیت بخشی۔[17]

موجودہ صورتحال:

جدید دور میں الحاد کی تشکیل ایک پیچیدہ، کثیر الجہتی اور تاریخی طور پر تسلسل دار عمل ہے جو انیسویں صدی کے وسط سے لے کر اکیسویں صدی کے آغاز تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ عمل نہ صرف فلسفیانہ، سائنسی اور سماجی تبدیلیوں کا نتیجہ تھا بلکہ مذہبی اتھارٹی کے زوال، صنعتی انقلاب، سیکولر تعلیم اور گلوبلائزیشن جیسے عوامل نے اسے منظم تحریک کی شکل دی۔

---

12 ٹم وٹمارش، خداؤں سے لڑائی: قدیم دنیا میں الحاد، آکسفورڈ ہینڈ بک برائے الحاد، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2015، ص:23-45

13 وحید الدین خان، مذہب اور جدید چیلنج، مکتبہ الرسالہ، نئی دہلی، 2018، ص:45-52

14 القرآن، 24:45

15 صاحبزادہ ساجد الرحمن، "الحاد: تعریف، تاریخ اور ترویج، الحاد ڈاٹ کام، اسلام آباد، 2018، ص:44-45

16 سیم ہیرس، ایمان کا خاتمہ: مذہب، دہشت گردی اور عقل کا مستقبل، نیویارک، 2004، ص:11-15

17 رچرڈ ڈاکنز، خدا کا فریب، بلیک سوان 2016، لندن، ص:111

مسلم معاشروں میں الحاد کے رجحانات میں حالیہ اضافے کی بنیادی وجوہات میں سوشل میڈیا کے ذریعے معلومات تک آزادانہ رسائی، روایتی اور سائنسی علوم کے درمیان فکری تصادم، اور معاشرتی و سیاسی صورتحال سے متاثر ہونا شامل ہے۔[18]

سائنسی عوامل(Scientific Factors):

1۔سائنس اور مذہب کی مبینہ کشمکش:

سائنسی ترقی نے جدید دور میں مذہب پر گہرے سوالات اٹھائے ہیں جو الحاد کے پھیلاؤ میں مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں۔ تاہم سائنس خود الحاد کی بنیادی بنیاد نہیں بن سکتی کیونکہ یہ metaphysical اور وجودی سوالات کا حتمی جواب نہیں دے سکتی۔ سائنس ایک methodology ہے، نہ کہ مکمل worldview۔ fine-tuning argument، moral realism، consciousness کی ابتدا اور کائنات کے قوانین کی پیچیدگی جیسے مسائل سائنس سے بالاتر ہیں۔ بہت سے جدید سائنسدان، جیسے Francis Collins، نے سائنس اور عقیدے کو ہم آہنگ پایا ہے۔ اسلامی تاریخ میں ابن سینا، الخوارزمی، ابن الہیثم اور جابر بن حیان جیسے سائنسدانوں نے مذہبی عقیدے کے ساتھ ہی سائنس کی بنیاد رکھی۔ جدید دور میں سیکولر تعلیم اور سیکولر تعلیمی نصاب نے مذہب کو superstition قرار دے کر الحاد کو فروغ دیا ہے۔ سوشل میڈیا پر سائنسی مواد کی آسانی سے رسائی نے نوجوانوں کو روایتی مذہبی تعلیم سے دور کر دیا ہے۔ تاہم الحاد کی demographic decline بھی سامنے آئی کیونکہ ملحدین کی fertility rate کم ہے جو اس کی طویل مدتی پائیداری پر سنگین سوال اٹھاتی ہے۔[19]

سائنسی ترقی نے مذہب پر سوالات اٹھائے مگر یہ سوالات الحاد کا حتمی اور قطعی ثبوت نہیں ہیں۔ قرآن کریم کائنات میں تدبر، غور و فکر اور نشانیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے جو سائنس کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ الحاد کا پھیلاؤ تعلیمی خامیوں، فکری سستی، مغربی سیکولرزم اور مادیت کی وجہ سے ہے۔ مسلمان مفکرین اور علما کو سائنسی زبان میں اسلام کی جدید تشریح کرنی چاہیے تاکہ نوجوان نسل الحاد کے فکری فریب سے محفوظ رہے۔ سائنس خدا کو رد نہیں کرتی بلکہ اس کی نشانیوں کو مزید واضح اور نمایاں کرتی ہے۔ الحاد ایک عارضی فکری رجحان ہے جو فکری تجدید، عقلی دلائل اور اسلامی تعلیم کی ہم آہنگی سے ختم ہو سکتا ہے۔ سائنسی ترقی دراصل خدا کی حکمت اور قدرت کو مزید روشن کر رہی ہے۔ مسلمان معاشروں کو سائنس کو مذہب کے مخالف کے بجائے اس کی معاون کے طور پر دیکھنا چاہیے۔ اس طرح الحاد کے اسباب پر قابو پایا جا سکتا ہے اور نوجوان نسل کو فکری طور پر مستحکم بنایا جا سکتا ہے۔

2۔طبیعیات اور حیاتیات کی دریافتیں:

سائنسی ترقی کے سوالات فلسفیانہ سطح پر بھی گہرے ہیں۔ سائنس کائنات کے "کیسے (how) "کا جواب دیتی ہے، نہ کہ "کیوں (why) "کا۔ کائنات کی بناوٹ، قوانین کی پیچیدگی، زندگی کی ابتدا، شعور اور اخلاقی حقیقت پسندی جیسے مسائل سائنس کی حدود سے باہر ہیں۔ بگ بینگ تھیوری نے کائنات کے آغاز کی طرف اشارہ کیا مگر اس سے پہلے کیا تھا یا اس کا سبب کیا تھا، اس کا جواب سائنس نہیں دے سکتی۔ کوانٹم سطح پر غیر یقینی اصول اور کثیر العوالم کے نظریات نے متعین کائنات کے خیال کو چیلنج کیا مگر ملحدین نے انہیں خدا کی عدم موجودگی کا ثبوت قرار دے دیا۔ جدید اعلیٰ سطح کے سائنسدانوں میں الحاد کی شرح نمایاں طور پر زیادہ ہے، جو مذہب کو توہم پرستی یا فرسودہ عالمی نقطہ نظر سمجھتے ہیں۔ Pew Research Center کے 2025 کے سروے کے مطابق امریکہ میں نصف بالغ افراد سائنس اور مذہب کو تنازعہ میں دیکھتے ہیں جبکہ ملحدین میں یہ شرح 83 فیصد تک پہنچ جاتی ہے۔[20]

اکیسویں صدی کے آغاز میں ڈارون کے نظریۂ ارتقاء، بگ بینگ تھیوری، کوانٹم میکینکس، کائنات کی توسیع اور ڈی این اے کی پیچیدہ ساخت جیسے سائنسی تصورات نے روایتی مذہبی عقائد کو براہ راست چیلنج کیا۔ بہت سے مفکرین نے ان دریافتوں کو خدا کی تخلیقی ضرورت کو غیر ضروری قرار دینے والا سمجھا، کیونکہ اگر کائنات قدرتی قوانین اور اتفاقی عمل کے تحت وجود پذیر ہو سکتی ہے تو ایک خالق کی فرضی حیثیت منطقی طور پر ختم ہو جاتی ہے۔ 2025 کے گلوبل سروے کے مطابق مذہب سے وابستہ افراد کی شرح 68 فیصد

---

[18] وحید الدین خان، مذہب اور جدید چیلنج، مکتبہ الرسالہ، نئی دہلی، 2018، ص:45-52

[19] محمد شہباز منج، جدید سائنسی مادیت اور پاکستانی جامعات کے طلبہ پر اسکے فکری اثرات، بیت الحکمت پبلیکیشنز، لاہور، 2024، ص:168-171

[20] پیو ریسرچ سنٹر، لامذہب آبادی میں تبدیلی، جون 9، 2025۔

سے کم ہو کر 56 فیصد رہ گئی، جبکہ الحاد اور غیر مذہبی شناخت والوں کا تناسب بڑھ کر 28 فیصد اور convinced atheists 10 فیصد ہو گیا یہ رجحان خاص طور پر یورپ، امریکہ اور جدید صنعتی ممالک میں نمایاں ہے جہاں سائنسی تعلیم کو واحد حقیقت پسندانہ اور rational راستہ سمجھا جاتا ہے۔[21]

سائنس نے ان واقعات کی قدرتی وضاحتیں پیش کیں جنہیں پہلے آسمانی مداخلت کا نتیجہ سمجھا جاتا تھا، جیسے قدرتی آفات، بیماریوں کی وجوہات یا کائناتی واقعات۔ نتیجتاً نوجوان نسل، خاص طور پر مسلمان معاشروں میں، روایتی مذہبی تعلیم کی کمی، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر سائنسی مواد کی آسانی سے رسائی اور سیکولر تعلیمی نصاب کی وجہ سے الحاد کی طرف مائل ہو رہی ہے۔ پاکستان جیسے ممالک میں یونیورسٹی طلبہ کے درمیان الحادی دلائل کا تجزیاتی مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ سائنسی ترقی کو مذہب کے مخالف کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، جو فکری انتشار، عقائد میں شکوک اور الحاد کی طرف رجحان کا باعث بن رہا ہے۔[22]

3۔ تجرباتی علم (Empiricism) پر انحصار:

امپیریسیزم یا تجرباتی علم کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ انسان کا تمام علم اس کے ذاتی تصورات، معرفت، مشاہدہ اور تجربات سے حاصل ہوتا ہے۔ اسے تجربہ پرستی بھی کہتے ہیں۔ جدید سائنس، طب وغیرہ کا زیادہ تر انحصار تجربہ پر ہوتا ہے۔ اس کے مطابق: ذہن میں کوئی فطری اور ازلی تصورات موجود نہیں ہوتے بلکہ ذہن ایک خالی سلیٹ جیسا ہے جو تجربات سے لکھتا ہے۔ علم کی بنیاد 'انسان کا حسی مشاہدہ اور عملی تصدیق ہے یعنی علم کا مرکز ہی تجربہ ہے۔[23]

سائنسی ترقی نے مذہب پر جو سوالات اٹھائے ہیں وہ الحاد کے فکری، سماجی اور ثقافتی پھیلاؤ کا ایک اہم سبب بن چکے ہیں۔ ڈاروزم نے زندگی کی ابتدا کو اتفاقی عمل اور غیر مقصد قرار دے کر روایتی تخلیقی عقیدے کو چیلنج کیا۔ بگ بینگ تھیوری نے کائنات کے آغاز کو ایک سنگل پوائنٹ سے جوڑا مگر اس سے پہلے کی حالت اور سبب سائنس کی حدود سے باہر رہا۔ کوانٹم فزکس کی uncertainty نے deterministic universe کے خیال کو کمزور کیا مگر ملحدین نے اسے خدا کی عدم موجودگی کا ثبوت بنا لیا۔ 2025 کے متعدد گلوبل سروے میں الحاد کی شرح میں اضافہ دیکھا گیا، خاص طور پر نوجوان نسل میں جہاں سائنسی عقلیت کو مذہب کی جگہ لیتا ہوا پیش کیا جا رہا ہے۔[24]

سماجی اور معاشرتی عوامل (Social Factors):

1۔ سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کا انقلاب:

ٹیکنالوجی نے جدید دور میں الحاد کے پھیلاؤ میں ایک طاقتور اور غیر مستقیم کردار ادا کیا ہے۔ انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، سمارٹ فونز اور مصنوعی ذہانت (AI) نے معلومات کی رسائی کو انتہائی آسان بنا دیا ہے، جس سے روایتی مذہبی عقائد پر سوالات اٹھانا اور ان کی تردید کرنا عام ہو گیا ہے۔ پہلے مذہبی تعلیم گھر، مسجد اور مدرسہ تک محدود تھی، مگر اب ایک کلک پر الحادی دلائل، نیو ایتھیسٹ نویسوں) جیسے Richard Dawkins ، Sam Harris) کی کتابیں، ویڈیوز اور فورمز دستیاب ہیں۔ 2025 کے مطالعوں سے پتہ چلتا ہے کہ انٹرنیٹ کا زیادہ استعمال مذہبی وابستگی میں کمی سے مضبوطی سے جڑا ہوا ہے۔ آن لائن گیمنگ، سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل میڈیا کا زیادہ استعمال نوجوانوں میں ملحد یا تشکیکی عقائد کی طرف رجحان بڑھاتا ہے۔[25]

پاکستان اور دیگر مسلمان ممالک میں بھی سوشل میڈیا نے مغربی سیکولر افکار، اسلاموفوبیا اور الحادی پروپیگنڈا کو تیزی سے پھیلایا ہے۔ نوجوان نسل TikTok ، YouTube اور Reddit جیسے پلیٹ فارمز پر مذہبی سوالات کا جواب الحادی نقطۂ نظر سے لینے لگی ہے، جس سے فکری الجھن اور عقیدے میں شکوک پیدا ہو رہے ہیں۔ ٹیکنالوجی نے "echo chambers" بنائے ہیں جہاں الحادی مواد مسلسل دکھایا جاتا ہے اور مذہبی مواد کو الگ تھلگ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ AI چیٹ بوٹس اور الگورتھم مذہبی مواد کو کم ترجیح دیتے ہیں یا اسے "outdated" کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ نتیجتاً مسلمان معاشروں میں بھی الحاد ایک "لبرٹی اور فریڈم" کا نشان بن گیا ہے، جبکہ حقیقت میں یہ ڈیجیٹل لت اور فکری سستی کا نتیجہ ہے۔ ٹیکنالوجی نے مذہب کو "ذاتی انتخاب" بنا دیا ہے، جہاں لوگ اپنی مرضی کے مطابق عقائد منتخب کرتے ہیں یا بالکل ترک کر دیتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کا اثر

---

21 گلپ انٹرنیشنل، دنیا بھر میں مذہبیت کم ہو رہی ہے جبکہ الحاد بڑھ رہا ہے، جولائی 24، 2025

22 قبلہ ایاز، عصر حاضر کے فکری چیلنجز اور پاکستانی نوجوان طبقہ، خیبر ریسرچ اکیڈمی، 2023، ص: 202-204

23 مارکی، عقلیت پسندی بمقابلہ تجرباتیت، سٹینڈ فورڈ یونیورسٹی آف فلاسفی، ص: 25

24 گلپ انٹرنیشنل، دنیا بھر میں مذہبیت کم ہو رہی ہے جبکہ الحاد بڑھ رہا ہے، جولائی 24، 2025

25 پیو ریسرچ سنٹر، مذہبی زندگی میں ایپس اور ویب سائٹس کا استعمال، جون 2، 2023۔

صرف معلومات کی رسائی تک محدود نہیں بلکہ طرزِ زندگی، سماجی روابط اور ذہنی ساخت پر بھی گہرا ہے۔ سوشل میڈیا کی لت، endless scrolling اور dopamine-driven engagement نے نوجوانوں کو مذہبی عبادات، غور و فکر اور کمیونٹی سے دور کر دیا ہے۔ آن لائن گیمنگ اور ڈیجیٹل تفریح مذہبی سرگرمیوں کی جگہ لے رہی ہے، جو atheism کی طرف رجحان بڑھاتی ہے۔[26]

پاکستان میں یونیورسٹی طلبہ کے درمیان الحاد کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ سوشل میڈیا پر مغربی مواد، فحش اور سیکولر پروپیگنڈا نے روایتی اسلامی اقدار کو کمزور کیا ہے۔ ٹیکنالوجی نے "virtual communities" بنائی ہیں جہاں الحادی گروپس مذہبی نوجوانوں کو target کرتے ہیں اور انہیں "enlightened" قرار دیتے ہیں۔ AI اور deepfakes نے مذہبی مواد میں شکوک پیدا کرنے کا نیا ہتھیار مہیا کیا ہے۔ دوسری طرف، ٹیکنالوجی مذہب کو بھی ڈیجیٹل بنانے میں مدد دے رہی ہے (apps، online lectures، virtual mosques)، مگر یہ اکثر سطحی رہ جاتی ہے اور گہری روحانی تربیت کی کمی رہ جاتی ہے۔ نتیجتاً الحاد کا پھیلاؤ تیز ہوا ہے کیونکہ ٹیکنالوجی نے مذہب کو "optional" اور "customizable" بنا دیا ہے۔ مسلمان معاشروں میں یہ اثر زیادہ خطرناک ہے کیونکہ نوجوان نسل روایتی مذہبی تعلیم سے دور ہو کر ڈیجیٹل مواد پر انحصار کر رہی ہے۔ ٹیکنالوجی نے وقت کی قدر کو کم کیا ہے، صبر اور تدبر کی جگہ فوری gratification لے آئی ہے، جو الحاد کی مادی اور nihilistic دنیا کو پرکشش بناتا ہے۔

ٹیکنالوجی کا اثر الحاد کے سماجی اور فکری عوامل کو باہم ملاتا ہے۔ انٹرنیٹ نے عالمی سیکولرزم کو مسلمان گھروں تک پہنچا دیا ہے۔ سوشل میڈیا پر اسلاموفوبیا، مذہبی تنقید اور الحادی دلائل روزانہ کی بنیاد پر پھیلتے ہیں، جو نوجوانوں کے ذہنوں میں شکوک پیدا کرتے ہیں۔ مطالعے بتاتے ہیں کہ ڈیجیٹل میڈیا کا زیادہ استعمال مذہبی کمیونٹی سے الگ تھلگ کر دیتا ہے اور atheism کی طرف رجحان بڑھاتا ہے۔ پاکستان جیسے ممالک میں یہ مسئلہ سنگین ہے جہاں انٹرنیٹ کی آسانی نے الحاد کو "فیشن" یا "انٹیلیکچوئل" بنا دیا ہے۔ تاہم ٹیکنالوجی خود الحاد کا علاج بھی بن سکتی ہے اگر اسے اسلامی تعلیم، عقلی دلائل اور مثبت مواد کے لیے استعمال کیا جائے۔ مسلمان علما اور مفکرین کو ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر فعال ہونا چاہیے تاکہ الحادی پروپیگنڈا کا مقابلہ کیا جا سکے۔ ٹیکنالوجی نے مذہب کو چیلنج کیا ہے مگر یہ چیلنج فکری تجدید کا موقع بھی ہے۔ اگر مسلمان معاشرے ٹیکنالوجی کو کنٹرول کر کے اسے اسلام کی خدمت میں لائیں تو الحاد کے اسباب پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ ورنہ ڈیجیٹل لت، معلوماتی ابہام اور سیکولر echo chambers الحاد کو مزید پھیلائیں گے۔[27]

ٹیکنالوجی کا اثر الحاد کے پھیلاؤ میں سماجی اور فکری سطح پر انتہائی گہرا ہے۔ سوشل میڈیا نے روایتی مذہبی اتھارٹی کو کمزور کر دیا ہے۔ پہلے مذہبی رہنما اور علما ہی عقائد کی تشریح کرتے تھے، مگر اب ہر شخص اپنا مفسر بن گیا ہے۔ YouTube، TikTok اور Reddit پر الحادی مواد تیزی سے پھیلتا ہے اور نوجوان اسے "سچائی" سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں۔ آن لائن گیمنگ اور ڈیجیٹل تفریح مذہبی سرگرمیوں کو replace کر رہی ہے، جو atheism کی طرف رجحان بڑھاتی ہے۔ پاکستان میں سوشل میڈیا نے الحاد کو ایک "لبرل" اور "ماڈرن" شناخت دے دی ہے۔ ٹیکنالوجی نے وقت کی قدر کم کر دی ہے؛ لوگ گھنٹوں scrolling کرتے ہیں مگر قرآن یا نماز کے لیے وقت نہیں نکالتے۔ AI الگورتھم مذہبی مواد کو suppress کرتے ہیں جبکہ سیکولر اور الحادی مواد کو promote کرتے ہیں۔ نتیجتاً مسلمان نوجوان نسل فکری طور پر کمزور ہو رہی ہے اور الحاد کو آزادی کا نام دے رہی ہے۔[28]

2۔ مذہبی طبقے کا رویہ

مذہبی نمائندوں کا کردار الحاد کے پھیلاؤ میں ایک اہم اور دوہرا عامل بن چکا ہے۔ جہاں ایک طرف علما، امام، خطیب اور مذہبی رہنما معاشرے میں ایمان کی حفاظت اور روحانی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، وہیں ان کی غلطیاں، عدم مطابقت، کرپشن اور جدید مسائل سے دوری نے نوجوان نسل میں مذہب کے خلاف شدید مایوسی اور الحاد کا راستہ ہموار کر دیا ہے۔ جب مذہبی نمائندے کرپشن، اقربا پروری، سیاسی مفادات یا طاقت کے کھیل میں ملوث نظر آتے ہیں تو لوگ مذہب کو ایک hypocritical نظام سمجھنے لگتے ہیں۔ پاکستان اور دیگر مسلمان ممالک میں مذہبی لیڈرز کی ساکھ میں زبردست کمی دیکھی گئی ہے، جہاں کئی علماء سیاسی پارٹیوں سے وابستہ ہو کر یا مالی مفادات کی خاطر مذہب کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ صورتحال نوجوانوں میں resentment پیدا کرتی ہے جو سوچتے ہیں کہ اگر مذہب کے نمائندے ہی انصاف اور اخلاقیات کی پاسداری نہیں کر سکتے تو

---

[26] عاصم نعیم، ڈیجیٹل میڈیا، الحاد اور پاکستانی نوجوان: جدید چیلنجز کا علمی محاکمہ، المصباح پبلیکیشنز، لاہور 2025، ص: 221-224

[27] شاہدہ پروین، پاکستانی معاشرہ اور جدید میڈیا: فکری و اخلاقی بحران، معارفِ اسلامک ریسرچ اکیڈمی، اسلام آباد، 2025، ص: 286-

[28] عاصم نعیم، ڈیجیٹل میڈیا، الحاد اور پاکستانی نوجوان: جدید چیلنجز کا علمی محاکمہ، المصباح پبلیکیشنز، لاہور 2025، ص: 221-224

پھر مذہب کی کوئی قدر باقی نہیں رہتی۔[29]

مذہبی نمائندوں کی عدم مطابقت بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ جب وہ جدید مسائل جیسے سائنس، ٹیکنالوجی، معاشرتی ناانصافیاں یا نفسیاتی مسائل پر منطقی اور معاصر جواب نہ دے سکیں تو نوجوان سوشل میڈیا پر الحادی دلائل کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ بہت سے خطیب روایتی وعظ پر قائم رہتے ہیں جبکہ نوجوان سائنسی اور فلسفیانہ سوالات کے جواب چاہتے ہیں۔ اس سے فکری خلا پیدا ہوتا ہے جو الحاد بھر دیتا ہے۔ مذہبی نمائندوں کی طرف سے سخت گیر رویہ، تکفیر کا رجحان اور تنقید برداشت نہ کرنے کی عادت نے بھی بہت سے نوجوانوں کو مذہب سے دور کر دیا ہے۔ جب کوئی سوال کرنے والے کو فوراً گمراہ یا ملحد قرار دے دیا جائے تو وہ دفاعی طور پر الحاد کی طرف چلا جاتا ہے۔ مذہبی نمائندوں کا کردار دوہرا ہے: ایک طرف وہ ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں، دوسری طرف ان کی غلطیاں الحاد کو تیز کر رہی ہیں۔ پاکستان میں مذہبی سیاسی جماعتوں کی کارکردگی اور بعض علماء کی متنازعہ بیانات نے مذہب کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ مذہبی نمائندوں کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق خود کو تبدیل کرنا چاہیے، ورنہ وہ الحاد کے پھیلاؤ میں غیر ارادی طور پر حصہ دار بن جائیں گے۔[30]

مذہبی نمائندوں کی طرف سے سوشل میڈیا اور جدید ٹیکنالوجی کا مؤثر استعمال نہ کرنا بھی ایک بڑی خامی ہے۔ جب الحادی مواد TikTok اور YouTube پر تیزی سے پھیل رہا ہو اور مذہبی نمائندے روایتی طریقوں پر قائم رہیں تو نوجوان الحادی دلائل سے متاثر ہوتے ہیں۔ بعض مذہبی رہنما سخت گیر رویہ اپناتے ہیں جو نوجوانوں کو دفاعی طور پر الحاد کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ دوسری طرف، جونئی نسل کے مذہبی influencers اور preachers ہیں، وہ جدید زبان میں اسلام کی تشریح کر کے الحاد کا مقابلہ کر رہے ہیں، مگر پرانے نمائندوں کی عدم مطابقت اب بھی بڑا چیلنج ہے۔ مذہبی نمائندوں کا کردار دوہرا ہے: وہ ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں اگر وہ نوجوانوں کے سوالات کا منطقی جواب دیں، سائنس اور مذہب کو ہم آہنگ کریں اور معاشرتی انصاف کی بات کریں۔ مگر اگر وہ سیاسی مفادات، کرپشن یا طاقت کے کھیل میں پھنس جائیں تو وہ الحاد کے پھیلاؤ میں غیر ارادی حصہ دار بن جاتے ہیں۔[31]

3۔ سیکولرازم اور مادی ترقی

مغربی ثقافت نے مذہب کو "ذاتی معاملہ" بنا دیا ہے، جبکہ زندگی کے دیگر شعبوں (سیاست، معیشت، اخلاقیات) سے اسے الگ کر دیا ہے۔ یہ سیکولرزم کی بنیاد ہے جو بالآخر الحاد کی طرف لے جاتی ہے۔ نوجوان نسل مغربی ثقافت کو "ماڈرن" اور "فری" سمجھ کر اپناتی ہے، جس سے اسلامی شناخت کمزور پڑتی ہے اور الحاد کو "شعوری آزادی" کا روپ مل جاتا ہے۔ مغربی ثقافت کا اثر خاص طور پر خاندانی ڈھانچے کو توڑ کر الحاد کو فروغ دے رہا ہے، کیونکہ انفرادیت 'خاندانی اور اجتماعی ذمہ داریوں کو کمزور کرتا ہے۔ انسان کی مادی ترقی میں مذہب کا کوئی دخل نہیں۔ اس موقف کی رو سے ملحدین کی دلیل یہ ہے کہ مشرق میں ترقی نہ کرنے پر مذہب کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ جبکہ یہ طریقہ درست نہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ سیاست، ممالک کی پالیسیاں، اور دیگر معاشرتی عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ مغربی ممالک کی ترقی کا باعث وہاں مذہب کی سیاست میں عدم مداخلت ہے۔ اس لیے اگر ملک کو آگے بڑھانا ہے تو عقلی اور منطقی بنیاد پر ہی سوچنا ہو گا۔[32]

4۔ مذہبی نمائندوں کا تضاد:

جب مذہبی لیڈرز اور حکمران طبقہ خود کرپشن، nepotism اور استحصال میں ملوث ہوں اور عوام کو انصاف نہ ملے تو لوگ سوچتے ہیں کہ اگر مذہب معاشرتی انصاف نہیں لا سکتا تو پھر اس کی کوئی قدر باقی نہیں رہتی۔ سروے میں یہ بات واضح طور پر سامنے آئی ہے کہ معاشرتی ناانصافیاں، خاص طور پر غربت اور سیاسی استبداد، مسلمان ممالک میں غیر مذہبی رجحانات اور silent atheism کو تیزی سے بڑھا رہی ہیں۔[33]

---

[29] ایضاً۔

[30] حافظ محمد سجاد، پاکستانی معاشرے میں الحاد کے اسباب اور روایتی طبقے کا کردار، فکر و نظر، اسلام آباد، 2023، ص:179-181

[31] ایضاً۔

[32] ضیاء الدین سردار، اسلامک سائنس کی تلاش، مینسل پبلیکیشنز، لندن، 1989، ص:6

[33] گلپ انٹرنیشنل، دنیا بھر میں مذہبیت کم ہو رہی ہے جبکہ الحاد بڑھ رہا ہے، جولائی 24، 2025

یہ رجحان خاص طور پر تعلیم یافتہ اور شہری نوجوانوں میں نمایاں ہے جو سوشل میڈیا پر روزانہ معاشرتی ناانصافیوں کی ویڈیوز اور کہانیاں دیکھ کر مذہب سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ معاشرتی ناانصافیاں صرف اقتصادی نہیں بلکہ سیاسی اور سماجی بھی ہیں۔ جب اقلیتوں پر تشدد، forced conversions، blasphemy laws کا غلط استعمال اور سیاسی استبداد عام ہو تو لوگ مذہب کو ظلم کا آلہ سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ رجحان الحاد کو "شعوری بغاوت" یا "انصاف کی تلاش" کا روپ دے رہا ہے۔ اسلامی تعلیمات عدل و انصاف پر بہت زور دیتی ہیں، مگر جب معاشرہ عملی طور پر اس سے دور ہو جائے تو نوجوان نسل مذہب کو ایک ناکام framework سمجھ کر سیکولر یا الحادی حل کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ معاشرتی ناانصافیاں نوجوانوں میں عدمیت(Nihilism)[34] اور existential crisis پیدا کرتی ہیں، جو الحاد کا سب سے طاقتور ذریعہ بن جاتی ہیں۔ جب غریب اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہوں، امیر طبقہ مذہب کا استعمال کر کے اپنے مفادات کی حفاظت کرے اور عدالتی نظام ناکام ہو تو لوگ سوچتے ہیں کہ اگر خدا انصاف پسند ہے تو یہ ظلم کیوں جاری ہے؟ یہ سوال الحاد کا سب سے مؤثر ہتھیار بن جاتا ہے۔ پاکستان میں کرپشن، غربت، بے روزگاری اور سیاسی عدم استحکام نے معاشرتی ناانصافیاں پیدا کی ہیں جو الحاد کو فروغ دے رہی ہیں۔ معاشرتی ناانصافیاں مذہب کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچاتی ہیں کیونکہ لوگ مذہب کو ایک hypocritical اور ناکام moral system سمجھنے لگتے ہیں۔ معاشرتی ناانصافیاں الحاد کے پھیلاؤ میں فکری اور سماجی سطح پر انتہائی گہرا کردار ادا کر رہی ہیں۔ جب مذہبی ادارے، علماء اور حکمران طبقہ خود کرپشن، اقرباپروری اور استحصال میں ملوث ہوں تو نوجوان نسل مذہب کو ایک hypocritical اور oppressive نظام سمجھنے لگتی ہے۔ یہ رجحان خاص طور پر عرب بہار کے بعد کے دور میں نمایاں ہوا جہاں سیاسی ناانصافیوں نے بہت سے لوگوں کو مذہب سے بیزار کر دیا۔ معاشرتی ناانصافیاں نوجوانوں میں شدید resentment پیدا کرتی ہیں جو الحاد کی طرف لے جاتی ہیں۔ جب مذہب انصاف کی بجائے ظلم اور استحصال کا آلہ بن جائے تو لوگ اس سے فاصلہ اختیار کر لیتے ہیں۔ پاکستان میں blasphemy laws کا غلط استعمال، اقلیتوں پر تشدد، forced conversions اور طبقاتی تقسیم معاشرتی ناانصافیوں کی واضح مثالیں ہیں جو الحاد کو تقویت دے رہی ہیں۔ 2025 کے مطالعوں میں یہ بات واضح طور پر سامنے آئی ہے کہ معاشرتی ناانصافیاں، خاص طور پر غربت اور سیاسی استبداد، مسلمان ممالک میں silent atheism اور غیر مذہبی رجحانات کو تیزی سے بڑھا رہی ہیں۔[35]

فکری اور فلسفیانہ عوامل(Intellectual Factors):

1۔ مسئلہ شر(Problem of Evil):

مسئلہ شر (Problem of Evil) ملحدین کا سب سے طاقتور اور قدیم فکری استدلال ہے جو خدا کی موجودگی کو چیلنج کرتا ہے۔ یہ دلیل کہتا ہے کہ اگر خدا مطلق خیر، مطلق قادر اور مطلق علم والا ہے تو دنیا میں اتنا شدید شر، تکلیف، ظلم اور مصیبت کیوں موجود ہے[36]؟ Epicurus سے لے کر جدید Neo Atheism تک یہ دلیل بار بار پیش کیا جاتا ہے۔ ڈیوڈ ہیوم، جان ہیک، ولیم روئے، رچرڈ سوینبرن جیسے ملحدین 'شر کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں:

Moral Evil-1

(انسانی اعمال سے پیدا ہونے والا شر جیسے قتل، ظلم، جنگ اور تشدد)۔

Natural Evil-2

(قدرتی آفات، بیماریاں، زلزلے اور تباہی)۔

ڈیوڈ ہیوم کا دعویٰ ہے کہ اگر خدا موجود ہے تو وہ یا تو شر کو روکنے سے قاصر ہے (یعنی قادر نہیں)، یا پھر وہ شر کا ارادہ رکھتا ہے (یعنی خیر نہیں)، یا پھر وہ شر کو جانتا نہیں (یعنی عالم الغیب نہیں)۔[37] یہ تینوں صورتیں خدا کی صفات سے متصادم ہیں۔ الحادِ جدید میں Richard Dawkins اور Sam Harris جیسے جدید ملحدین اسے "the strongest argument against God" قرار دیتے ہیں۔ جدید فلسفیانہ مباحث میں یہ دلیل logical اور evidential دونوں شکلوں میں پیش کیا جاتا ہے۔ Logical

[34] "نائلزم وہ فلسفہ ہے جو یہ مانتا ہے کہ زندگی کا کوئی حقیقی مقصد، اخلاق کی کوئی مطلق بنیاد، اور وجود کا کوئی لازمی معنی نہیں"۔

[35] محمد ضیاء الحق، جدید فکری چیلنجز اور مسلم فکر کا زوال، المیزان پبلشرز، لاہور، 2022، ص:246-248

[36] ڈیوڈ ہیوم، فطری مذہب کے بارے میں مکالمے، انڈیاناپولس، ہیکٹ پبلشنگ کمپنی، 1998، ص:63

[37] الون پلانٹنگا، خدا، اختیار اور شر، گرینڈ ریپڈز، ایرڈمینز پبلشرز، 1977، ص:30

version کہتا ہے کہ خدا اور شر کا وجود منطقی طور پر متصادم ہے[38]، جبکہ evidential version میں ولیم ایل رو کہتا ہے کہ دنیا میں اتنا شر خدا کی موجودگی کو "improbable" بنا دیتا ہے[39]۔ یہ دلیل خاص طور پر نوجوان نسل کو متاثر کر رہا ہے جو سوشل میڈیا پر "اگر خدا ہے تو یہ تکلیف کیوں؟" جیسے سوالات دیکھ کر فکری طور پر الجھ جاتے ہیں۔ پاکستان جیسے ممالک میں بھی یہ دلیل یونیورسٹی طلبہ اور شہری نوجوانوں میں فکری انتشار کا باعث بن رہا ہے جہاں روایتی مذہبی تعلیم اور جدید سیکولر افکار کے درمیان خلا موجود ہے۔ مسئلہ شر الحاد کو "انسانی تکلیف کی بنیاد پر" ایک اخلاقی اور جذباتی جواز دیتا ہے، جو منطقی استدلال سے زیادہ نفسیاتی اثر رکھتا ہے۔[40]

2۔ عقلیت پسندی (Rationalism) اور تشکیک (Skepticism):

ملحدین کا ماننا ہے کہ جو بات انسان کی عقل، منطق اور سائنسی تجربے میں نہ آئے وہ ناقابلِ قبول ہے۔ جب انسان عقل پر انحصار کرنے میں غلو اختیار کر لیتا ہے تو غیب، وحی، معجزات، اور وجودِ باری تعالیٰ کے مفاہیم کو محض عقل کے محدود پیمانوں پر تولتا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ ماوائے عقل حقائق کا انکار کر کے الحاد کی طرف بڑھتا ہے۔[41]

تشکیک' الحاد کی فکری اساس میں ایک مرکزی اور گہرا مقام رکھتا ہے۔ یہ فلسفہ انسانی معرفت کی حدود پر سوال اٹھاتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ یقینی علم حاصل کرنا مشکل یا ناممکن ہے۔ جدید الحاد میں شکوک کو خدا کے وجود کے انکار کی بنیاد بنایا جاتا ہے۔ David Hume نے induction کے مسئلے سے ثابت کیا کہ ماضی کے تجربات سے مستقبل کی پیش گوئی منطقی طور پر درست نہیں ہوتی، جو causality اور causation کے تصور کو کمزور کرتا ہے۔ Hume کے skepticism نے theism اور atheism دونوں کو چیلنج کیا مگر جدید ملحدین نے اسے خدا کے انکار کے لیے استعمال کیا۔[42]

پیرونِ الیس اور رینے ڈیکارٹ نے تشکیک کی دو اہم اقسام بیان کی ہیں:

1۔ Epistemological skepticism :

جو معرفت کی امکان پر سوال اٹھاتا ہے۔

2۔ Pyrrhonian skepticism :

جو ہر دعوے پر معطل رائے (suspension of judgment) کی تلقین کرتا ہے۔[43]

جدید الحاد میں شکوک کو "rational skepticism" کا روپ دیا جاتا ہے جو مذہبی عقائد کو "unjustified belief" قرار دیتا ہے۔ Richard Dawkins اور Sam Harris جیسے ملحدین کہتے ہیں کہ خدا کے وجود کا دعویٰ "extraordinary claim" ہے جس کے لیے "extraordinary evidence" درکار ہے، اور چونکہ ایسا کوئی تجربی ثبوت نہیں، لہٰذا انکار کرنا چاہیے۔ فلسفیانہ شکوک الحاد کو "علمی تواضع" کا روپ دیتا ہے، جبکہ حقیقت میں یہ epistemic overreach کا شکار ہے۔ پاکستان جیسے ممالک میں یہ شکوک یونیورسٹی طلبہ اور شہری نوجوانوں میں فکری انتشار کا باعث بن رہے ہیں جہاں روایتی اسلامی تعلیم اور جدید سیکولر فلسفہ کے درمیان خلا موجود ہے۔ شکوک کا فروغ نوجوان نسل کو یقین سے دور کر کے agnosticism یا silent atheism کی طرف لے جا رہا ہے۔ فلسفیانہ شکوک الحاد کو "فکری آزادی" کا لباس پہناتا ہے مگر یہ آزادی دراصل یقین کی جگہ مسلسل شک کی طرف لے جاتی ہے۔[44]

---

38 جے ایل میکی، شر اور مطلق القدرت، شمارہ 254، ص: 200-201

39 ولیم ایل رو، مذہب کا فلسفہ: ایک تعارف، بیلمنٹ، کیلیفورنیا، 2007، ص: 101-105

40 حافظ محمد زبیر، ملحدین کا مسئلہ شر کا تصور: ایک تنقیدی جائزہ، فکر و نظر 58، شمارہ 2، 2020، ص: 45

41 محمد ادریس، الحاد کے جدید رجحانات اور عقلیت پسندی، المیزان پبلشرز، لاہور 2021، ص: 45

42 حافظ محمد زبیر، جدید کلامی مباحث اور الحاد کے فکری سوتے، البیان پبلشرز لاہور، 2023، ص: 131-135

43 رچرڈ پاپکن، شکاکیت کی تاریخ، ساوونارولا سے بیل تک، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، آکسفورڈ، 2003، ص: 15-25

44 حافظ محمد زبیر، الحاد اور جدید عقل پرستی: ایک فکری و تنقیدی جائزہ، المورد، لاہور 2019، ص: 145-148

3۔ سیکولر اخلاقیات (Secular Morality):

مذہبی روایات میں اچھا اور برا کی تعریف خدا کی مرضی یا الٰہی کتابوں سے نکلتی ہے، جو انسانی رویوں کو منظم کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، ابراہیمی مذاہب میں دس احکام (Ten Commandments) اخلاقیات کی بنیاد ہیں، جبکہ دیگر مذاہب میں بھی اخلاقی ضابطے الٰہی ہدایات سے جڑے ہوتے ہیں۔ تاہم، فلسفیانہ طور پر یہ تعلق Euthyphro dilemma سے چیلنج ہوتا ہے، جو سقراط کے مکالمے میں بیان کیا گیا: کیا اچھا اس لیے ہے کہ خدا کہتا ہے، یا خدا اس لیے کہتا ہے کہ یہ اچھا ہے؟ اگر پہلا تو اخلاقیات من مانی (arbitrary) ہو جاتی ہے، اگر دوسرا تو خدا کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اچھائی خدا سے بالاتر ہو جاتی ہے۔ یہ dilemma مذہب اور اخلاقیات کے تعلق کو کمزور کرتا ہے اور سیکولر اخلاقیات (secular ethics) کی بنیاد رکھتا ہے، جہاں اخلاقی اصول انسانی عقل، ہمدردی، ارتقائی عمل یا سماجی معاہدے پر قائم ہوتے ہیں۔ الحادی نقطہ نظر میں مذہب اخلاقیات کا لازمی جزو نہیں بلکہ ایک تاریخی مرحلہ ہے، جو انسانی فطرت سے ابھرنے والے اخلاقی احساسات کو تقویت دیتا ہے مگر اسے محدود بھی کر سکتا ہے۔[45]

مغربی فلسفہ نے فرد کو معاشرے، خاندان اور الٰہی ہستی سے بالاتر قرار دے کر اسے زندگی کا مرکزی نقطہ بنا دیا ہے۔ جب فرد کی آزادی، ذاتی انتخاب، خود مختاری اور ذاتی خوشی کو سب سے اعلیٰ قدر سمجھا جائے تو توحید، اطاعتِ الٰہی اور اجتماعی ذمہ داری جیسے اسلامی اصول خود بخود کمزور پڑ جاتے ہیں۔ جدید دور میں سوشل میڈیا، مغربی میڈیا، تعلیم اور گلوبل کلچر نے فردیت کو "ماڈرنیت" اور "آزادی" کا نشان بنا کر پیش کیا ہے۔ نوجوان نسل اب "My life, my choice"، "Follow your heart" اور "You do you" جیسے نعروں سے متاثر ہو رہی ہے، جو بالآخر خدا کی حاکمیت کو چیلنج کرتے ہیں۔ جب فرد خود کو اپنا خالق اور اپنا قانون ساز سمجھنے لگے تو الٰہی قانون (شریعت) کو oppressive قرار دے دیا جاتا ہے۔ پاکستان اور دیگر مسلمان ممالک میں انگریزی میڈیم تعلیم، مغربی یونیورسٹیوں میں تعلیم اور سوشل میڈیا نے فردیت کو تیزی سے پھیلایا ہے۔ نوجوان اب خاندانی، سماجی اور مذہبی پابندیوں کو "restriction on personal freedom" سمجھتے ہیں۔[46]

نفسیاتی عوامل (Psychological Factors):

1۔ ذاتی صدمات:

بعض اوقات کوئی شخص اچانک کسی بڑے صدمے سے گزرتا ہے۔ مثلاً جانی و مالی نقصان، ناگہانی حادثہ، یا کوئی دردناک بیماری۔ جس کی وجہ سے وہ ذہنی توازن کھو بیٹھتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اگر خدا موجود ہے اور وہ رحم کرنے والا بھی ہے تو اس نے میرے ساتھ یہ ناانصافی کیوں کی؟ یا میں نے تو لوگوں کی طرح کسی کا برا نہیں چاہا، وہ پھر بھی نعمتوں سے محروم نہیں اور مجھے اس چیز سے محروم کیا گیا۔ یہ خیال آہستہ آہستہ شکوہ، پھر غصہ، پھر خدا کے وجود کا انکار میں ڈھل جاتا ہے۔ نفسیات میں اسے "جذباتی الحاد" کہا جاتا ہے۔ جس میں الحاد 'عقلی بنیادوں پر نہیں بلکہ ذاتی صدمے اور دکھ کی بنا پر پیدا ہوتا ہے۔[47]

2۔ آزادی کی خواہش:

انسان فطری طور پر آزادی کا خواہش مند ہے۔ وہ اپنی خواہشات پر کسی قسم کی پابندی پسند نہیں کرتا۔ جب مذہب اس کے اخلاق رزیلہ پر قدغن لگاتا ہے تو اسے گراں گزرتا ہے۔ اس کا نفس ایک اندرونی کشمکش کا شکار ہوتا ہے۔ اس کشمکش اور ضمیر کے بوجھ سے بچنے کے لیے اس کے پاس دو راستے ہوتے ہیں:

1۔ یا تو وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کرے۔

2۔ یا وہ اس قانون / مذہب اور قانون ساز / خدا کا انکار کرے۔

ان دو راستے میں اکثر و بیشتر دوسرا راستہ ہی چنتے ہیں۔ تا کہ بغیر احساس کے 'اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ نوجوان نسل میں، مغربی فیشن، موسیقی، فلمیں، سیریز (Netflix)، (Hollywood) اور سوشل میڈیا کے ذریعے آزادی کی خواہش پوری ہو رہی ہے۔ جب آزادیِ فرد، جنسی آزادی، +LGBTQ حقوق اور material success کو زندگی کا واحد مقصد پیش کیا جاتا ہے۔[48]

---

[45] جان ای ہیئر، مغربی فلسفہ میں مذہب اور اخلاقیات، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، آکسفورڈ، 2024، ص:124

[46] محمد امین، مغربی تہذیب اور الحاد: جدید چیلنجز کا علمی جائزہ، منبرِ علم پبلیکیشنز لاہور، 2021، ص:118

[47] ولیم لین کریگ، مسیحی عالمی نقطہ نظر کے فلسفیانہ بنیادی اصول، ڈاؤنرز گروو، الینوائے، 2003، ص:162

[48] الڈس ہکسلے، مقاصد اور ذرائع: نظریات کی حقیقت اور ان کے حصول کے طریقوں کا تحقیقی مطالعہ، چیٹو اینڈ ونڈس، 1937، ص:270

مجموعی نتائج

الحاد کے پھیلاؤ کے اسباب پر کیے گئے جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ الحاد کوئی ایک واحد وجہ کا نتیجہ نہیں بلکہ متعدد باہمی مربوط عوامل کا نتیجہ ہے۔ سائنسی ترقی نے خدا کی ضرورت کو غیر ضروری قرار دینے کا فکری بنیاد فراہم کیا، ٹیکنالوجی نے الحادی مواد کو تیزی سے پھیلانے کا ذریعہ بنایا، تعلیم کا سیکولر رجحان نے عقلی بنیاد کو کمزور کیا، معاشرتی ناانصافیاں نے مذہب کو ناکام نظام سمجھنے کا راستہ ہموار کیا، مذہبی نمائندوں کی عدم مطابقت نے اعتماد کا بحران پیدا کیا، میڈیا نے الحاد کو "ماڈرن" اور "عقل پر مبنی" روپ دیا، مغربی ثقافت نے individualism اور moral relativism کو فروغ دیا، اور فردیت نے الٰہی حاکمیت کے تصور کو چیلنج کیا۔ ان تمام عوامل نے مل کر فکری انتشار اور شکوک کی فضا پیدا کر دی ہے جو بالآخر الحاد یا silent atheism کی شکل اختیار کر رہی ہے۔[49]

پاکستان اور دیگر مسلمان ممالک میں یہ رجحان خاص طور پر نوجوان نسل میں نمایاں ہے، جہاں روایتی مذہبی تعلیم اور جدید سیکولر اثرات کے درمیان فکری خلا نے الحاد کو فروغ دیا ہے۔

الحاد کے پھیلاؤ کے عوامل باہمی مربوط ہیں، یعنی ایک عامل دوسرے کو تقویت دیتا ہے فکری تجدید، سائنس اور مذہب کی ہم آہنگی، معاشرتی انصاف کی فراہمی، مذہبی نمائندوں کی جدید تربیت، مثبت میڈیا مواد کی ترویج اور فردیت کے مقابلے میں توحیدی worldview کی جدید تشریح سے الحاد کے اسباب پر قابو پایا جا سکتا ہے۔[50]

تجاویز و سفارشات

سائنسی میدان میں۔

1۔ سائنس اور اسلام کے تعلق اور تضاد کو واضح تحقیقی انداز میں پیش کیا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ سائنس "کیسے" کا جواب دیتا ہے جبکہ مذہب "کیوں" کا جواب دیتا ہے جو کہ مقصد کی وضاحت ہے۔

سماجی میدان میں۔

2۔ سوشل میڈیا پر مستند، معیاری اسلامی مواد شائع کیا جائے۔

3۔ نیز علماء، اساتذہ اور دانشور نوجوانوں کے ساتھ مکالمے کی فضاء قائم کرے۔

فکری میدان میں۔

4۔ جامعات میں الحاد اور اس کے تردید کے حوالے سے سیمینار منعقد کیے جائیں اور کتب خانوں میں اس سے متعلقہ کتب کی تشہیر کی جائے۔

5۔ دینی مدارس میں اس المیے کو اجاگر کیا جائے۔

نفسیاتی میدان میں۔

6۔ الحاد کی جانب مائل افراد کی حقارت نہ کی جائے۔ اور ان پر سختی کے بجائے ہمدردی کا رویہ رکھا جائے۔

7۔ ذہنی دباؤ، مایوسی، تنہائی کے شکار نوجوانوں کے لیے روحانی کونسلنگ کا اہتمام کرایا جائے۔